نوکر ووہٹی دا



ایک پچپن سالہ بڈھے کھوسٹ کی کہانی جو ایک اٹھارہ سالہ دوشیزہ پر لٹو ہو گیا۔

جس نے جھوٹی نبوت کا سارا چندہ بیگم کی فرمائشیں پوری کرنے کیلئے وقف کیا ہوا تھا۔

ملکہ ہندوستان ملکہ وکٹوریہ کے غلام کی رنگین و سنگین داستان جو ملکہ قادیان کا بھی غلام تھا۔

نبی قادیان مرزا قادیانی کی گھریلو زندگی کے خفیہ گوشوں کی تقریب رونمائی۔

مسیلمہ ہند مرزا قادیانی زندگی کی پچپن خزائیں دیکھ چکا ہے۔ بڑھاپے کے سیاپے شروع ہو چکے ہیں۔ چہرے پر جھریاں بریک ڈانس کر رہی تھیں۔ بیماریوں نے نبی افرنگ کے جسم کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ کر قبضہ کر لیا تھا۔ اعصاب ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں مزید سکڑ گئی تھیں۔ دائیں آنکھ تو بالکل ہی سمارٹ ہو گئی تھی۔ ای پلومر کی شراب کی بوتلیں غٹاغٹ پینے کے باوجود چہرے کا رنگ خزاں رسیدہ پتوں کی طرح زرد تھا۔ پچیس سال کی مسلسل افیم خوری نے دماغ کا ستیا ناس کر دیا تھا اور اللہ اور اس کی مخلوق کی لاتعداد لعنتیں برسنے کی وجہ سے چہرہ "لعنت ہاؤس" بن چکا تھا۔ ان تمام مصائب میں جکڑے ہونے کے باوجود مرزا قادیانی کا بیمار دل ایک اٹھارہ سالہ لڑکی نصرت جہاں پر لٹو ہو جاتا ہے۔ مرزا قادیانی اس دوشیزہ کے حصول کے لئے دیوانہ وار کوششیں کرتا ہے۔ آخر لڑکی کی ماں کے تعاون سے رشتہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور یوں ایک اٹھتی ہوئی جوانی اور ایک گرتا ہوا بڑھاپا شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں۔ شادی کے بعد مرزا قادیانی دربار زوجہ کا غلام بن جاتا ہے۔ بیگم کے قدموں میں بچھ بچھ جاتا ہے۔ اس کے اشارہ ابرو پر ناچتا ہے اور ذرا سی آواز دینے پر بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو کر کہتا ہے کہ "کیا حکم ہے۔ میرے آقا!" انگریزوں اور مریدوں سے بٹوری ہوئی دولت اس کی ہر ہر خواہش پہ لٹاتا ہے۔ نصرت جہاں بیگم گھر پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیتی ہے اور مرزا قادیانی گھر میں صرف "نوکر ووہٹی دا" بن کے رہ جاتا ہے۔ یہ "نوکر ووہٹی دا" کس اعلیٰ پائے کا تابعدار و فرمانبردار تھا' اس کے لئے قادیانی کتابوں کے حوالے شہادت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

جاناں سب کچھ تیرے لئے:۔ "ایک دفعہ چٹھی رساں منی آرڈر لے کر آیا اور دروازہ پر آواز دی تو حضرت ام المومنین نے ایک خادمہ کو بھیج کر سارے فارم منگوا لئے۔ چٹھی رساں اس انتظار میں کھڑا رہا کہ حضرت صاحب دستخط کر کے فارم بھیج دیں گے تو میں اندر روپیہ بھیج دوں گا جب دیر ہو گئی اور فارم نہ آئے تو حضرت صاحب خود باہر تشریف لائے۔ جب حضرت صاحب کو معلوم ہوا کہ فارم بیوی صاحبہ کے پاس ہیں تو آپ نے بیوی صاحبہ سے کہا کہ فارم ہمیں دے دو چٹھی رساں انتظار

کر رہا ہے۔ بیوی صاحبہ نے کہا ہم نہیں دیتے۔ تب آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا آپ ان فارموں کو کیا کریں گے۔ بیوی صاحبہ نے کہا کہ آپ ہر روز روپیہ منگواتے ہیں آج روپیہ ہم منگوائیں گے۔ (یعنی ففٹی ففٹی ۔ ناقل) حضرت صاحب اس پر کچھ ناراض نہ ہوئے۔ نہ غصہ کا اظہار کیا بلکہ خندہ پیشانی سے فرمایا کہ وہ تو روپیہ ہمارے دستخطوں کے بغیر نہیں دے گا۔ لاؤ ہم دستخط کر دیتے ہیں پھر آپ ہی روپیہ منگوا لیں۔ اس پر بیوی صاحبہ نے فارم دے دیئے اور حضرت صاحب نے دستخط کر کے پھر فارم ان کو دے دیئے" بہت اچھا کیا آخر گھر میں بھی تو رہنا تھا۔ (ناقل) (الفضل ۴۶ ـ ۴ ـ ۳)

بڑا مزہ ہے تیرے ساتھ ٹہلنے میں :۔ " بیان کیا مجھ سے مولوی نورالدین صاحب نے کہ ایک دفعہ حضور کسی سفر میں تھے۔ جب سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کو ساتھ لے کر سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب نے مجھے (یعنی مولوی نورالدین کو) کہا کہ پلیٹ فارم پر بہت لوگ ہیں' وہ حضرت صاحب اور بیوی کو اکٹھا پھرتے دیکھ کر کیا کہیں گے۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو الگ بٹھا دیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو ایک طرف بٹھا دیجئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ " جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں" (سیرت المہدی جلد اول ص ۶۳ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

عجیب ڈھیٹ آدمی تھا۔ مرید غیرت سے دانت پیس رہا ہے۔ جل بھن رہا ہے لیکن مجسمہ بے غیرتی مرزا قادیانی کو شرم ہی نہیں آ رہی۔ بیوی کو ساتھ لئے پلیٹ فارم پر ٹہل رہا ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں لیکن ماڈرن جوڑا تماشہ بنے اپنی چہل قدمی میں مگن ہے۔

میں نوکر تیرا :۔ کذاب قادیاں فسٹ کلاس رن مرید تھا۔ بیوی کے اشارہ ابرو پر صدقے واری جاتا۔ دربار زوجہ سے جو حکم ملتا فوراً سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ سارے

مریدوں کی جیبیں کاٹ کر سب کچھ بیوی کے قدموں میں ڈھیر کر دیتا۔" مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی اپنی کتاب سیرت المہدی میں لکھتا ہے' مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اپنی کتاب " سیرت المسیح موعود" میں لکھا ہے کہ "اندرون خانہ کی خدمت گار عورتوں کو میں نے بارہا خود تعجب سے کہتے سنا ہے کہ مرجا بیوی دی گل بڑی مندا اے" مرزا بیوی کی بات بہت مانتا ہے۔ (سیرت المہدی جلد اول ص ۲۵۹ مصنفہ بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

تجھ سے گلہ نہیں :۔ مرزا قادیانی کی گھر میں کیا وقعت اور اہمیت تھی' ملاحظہ ہو " منشی عبدالخالق صاحب لاہوری نے کمال محبت اور دوستی کی بنا پر بیماری کی نسبت پوچھا اور عرض کیا کہ آپ کا کام بہت نازک ہے اور آپ کے سر فرائض کا بھاری بوجھ ہے آپ کو چاہئے کہ جسم کی صحت کی رعایت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً اپنے لئے ہر روز تیار کرایا کریں۔ حضرت نے فرمایا ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں مصروف رہتی ہیں اور ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتیں" (سیرت المسیح الموعود ص ۷)

یہ سارا چندہ تیرے لئے :۔ " لدھیانہ کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب' خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ کے سامنے کہا کہ جماعت مقروض ہو کر اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ کے کپڑے اور زیورات بن جاتے ہیں" (خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اخبار الفضل جلد ۲۶ ص ۳۳۰ ' ۲۱ اگست ۱۹۳۸ء)

سچ ہی تو کہا تھا دل جلے مرید نے۔ وہ تنگی کاٹ کر چندہ دے اور " مسز مرزا قادیانی" مریدوں کے چندوں سے نت نئے زیورات بنا بنا کر اپنی زیبائش و نمائش میں مصروف ہو۔ چندہ چور اور حرام خور مرزا قادیانی نے اپنی لاڈلی اور چہیتی بیوی نصرت جہاں بیگم کو جو زیورات پہنائے اس کی تفصیل دیکھئے اور سوچئے کہ ایک شخص جو پہلے کچہری میں منشی تھا' پھر گھر آ کر بیکار بیٹھا ہے۔ پہلی بیوی اور اس کے بچے پڑے ہیں' دوسری بیوی کو اتنے زیورات کہاں سے پہنا رہا ہے؟ جب فہرست پر نگاہ ڈالتے ہیں تو

مرید سچا نظر آتا ہے اور انگریزی نبی جھوٹا۔ فہرست پیش خدمت ہے۔

کڑے خورد طلائی = ۲۵۰ روپے' بندے طلائی = ۵۰۰ روپے' کنٹھ طلائی ۲۲۵ روپے۔
کنگن طلائی = ۲۲۰ روپے' بندے طلائی = ۳۰۰ روپے' ہالے گھنگھروں والے = ۳۰۰ روپے۔

حسیاں خورد = ۳۰۰ روپے پونچیاں طلائی = ۱۵۰ روپے' مونگے = ۲۰۰ روپے
چاند طلائی = ۵۰ روپے' بالیاں جڑاؤ = ۱۵۰ روپے' نتھ طلائی = ۴۰ روپے
ٹیب جڑاؤ = ۷۰ روپے 'کڑے کلاں طلائی = ۷۵۰ روپے

کل رقم = ۳۵۰۵ روپے (قادیانی نبوت ص ۸۵ بحوالہ فسانہ قادیان مصنفہ حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری) اس زمانہ میں سونا تقریباً بیس روپے تولہ تھا۔ اس حساب سے اس زمانہ میں چندہ چور مرزا قادیانی نے اپنی بیوی کو تقریباً ۱۷۵ تولے سونا پہنایا یعنی دو سیر تین چھٹانک ۔ (مولف)

جیسے تیری مرضی :۔ قادیان کے سالانہ جلسہ منعقدہ دسمبر ۱۹۴۵ء میں مفتی محمد صادق نے مرزا قادیان کی "گھریلو زندگی" پر تقریر کی' جو الفضل ۳ اپریل ۱۹۴۶ء میں شائع ہوئی۔ مفتی صادق نے مرزا قادیانی کی گھریلو زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا " ایک دفعہ کسی نے خیر خواہی سے کہا کہ بیوی صاحبہ اپنے زیورات کو بار بار تڑواتی ہے اور نئی نئی شکل میں بنواتی رہتی ہے۔ اس طرح تو بہت سا نقصان ہوتا ہے اور بہت سا حصہ زرگر ہی کھا جاتے ہیں۔ بیوی صاحبہ کو روکنا چاہئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان کا مال ہے جس طرح چاہیں کریں"

بالکل ٹھیک کہا ۔ مال مفت دل بے رحم (ناقل)

بے غیرت خاوند ...... " بیوی صاحبہ مرزاجی کے مریدوں کو ساتھ لے کر لاہور سے کپڑے بھی خود ہی خرید لایا کرتی تھیں۔" (کشف الظنون مرتبہ ڈاکٹر بشارت احمد لاہور ص ۸۸)

سچا نبی امت میں غیرت پیدا کرتا ہے لیکن نبی قادیان کے گھر پر بے غیرتی کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ شرافت سر پیٹ رہی ہے اور حیا منہ چھپائے بیٹھی ہے۔ توجہ فرمایئے! مرزا

قادیانی کی جوان بیوی جو اسے بڑھاپے میں ملی' مریدوں کے ساتھ ٹہلتی چہکتی جا رہی ہے...... گاڑی میں سوار ہو رہی ہے ...... قادیان سے لاہور آ رہی ہے ..... خاصا طویل سفر ہے ...... راستے میں کھانے پینے کی احتیاج ہے ..... لاہور آگیا ہے ...... تانگہ میں سوار ہو کر بازاروں میں جا رہی ہے ... مریدوں کی معیت میں شاپنگ ہو رہی ہے ...... معلوم نہیں واپسی ایک دن میں ہے یا چار دن میں ...... اگر ایک دن سے زیادہ ہے تو رات کہاں ٹھہرتی ہے ...... پھر واپسی ہوتی ہے ...... رن مرید خاوند سرچڑھی بیوی کا استقبال کرنے کے لئے سراپا انتظار بنے سر کے بل کھڑا ہے۔ ایسا وہی کر سکتا ہے جس کی غیرت نے کفن پہن لیا ہو اور جس کی حمیت لاش بن چکی ہو۔ جی ہاں! خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے کی ناپاک جسارت کرنے والوں پر خدا کی پھٹکار اسی طرح پڑتی ہے اور رب ذوالجلال ان کے ذہنوں سے عزت و غیرت کا مفہوم چھین لیتا ہے۔ (مؤلف)

گھر میں کوئی عزت نہیں :۔ "خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنی کتاب "سیرت المہدی الموعود" میں لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس نازک سے نازک مضمون لکھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ عربی زبان میں ایسا بے مثل' فصیح کتابیں لکھ رہے ہیں اور پاس ہنگامہ قیامت برپا ہے۔ بے تمیز بچے اور سادہ عورتیں جھگڑ رہی ہیں' چیخ رہی ہیں' چلا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض آپس میں دست و گریبان ہو رہی ہیں اور پوری زنانہ کرتوتیں کر رہی ہیں۔ مگر حضرت صاحب یوں لکھے جا رہے ہیں اور کام میں یوں مستغرق ہیں کہ گویا خلوت میں بیٹھے ہیں۔ یہ ساری لانظیر اور عظیم الشان عربی' اردو' فارسی کی تصانیف ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔" (سیرت المہدی ص ۲۷۸ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

جس کے اپنے گھر میں اخلاقیات کا اس حد تک جنازہ نکلا ہو وہ لوگوں کے اخلاق کیا سنوارے گا؟ اس حوالہ سے یہ نکتہ بھی ابھرتا ہے کہ مرزا قادیانی کا اپنے گھر میں کوئی رعب نہیں تھا۔ بچے چیخیں مار رہے ہیں' عورتیں دست و گریبان ہیں اور مرزا قادیانی سامنے بیٹھا لکھ رہا ہے۔ لیکن کسی کو اس کی جوتی برابر بھی پروا نہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ

اس وقت مرزا قادیانی کیا لکھ رہا ہوتا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ جس وقت عورتیں ایک دوسرے کا گریبان کھینچ رہی ہوں' زبانیں قینچی کی طرح چل رہی ہوں۔ بچوں نے لڑ لڑ کر آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہو ۔ لازمی بات ہے کہ اس شدت کی لڑائی میں گالیوں کا تبادلہ بھی ہوتا ہو گا۔ ادھر سے فریقین گالیاں بک رہے ہیں اور مرزا قادیانی دھڑا دھڑ ان گالیوں کو لکھے جا رہا ہے اور پھر ساری گالیاں اکھٹی کر کے اپنی تصانیف میں مسلمانوں کو لکھ دیتا ہے جو اس کی تصانیف میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ (ناقل)

بیگم کی ناز پروری :۔ "اور آخری سالوں میں حضور عموماً ایک سالم سیکنڈ کلاس کمرہ اپنے لئے ریزرو کروا لیا کرتے تھے اور اس میں حضرت بیوی صاحبہ اور بچوں کے ساتھ سفر فرماتے تھے اور حضور کے احباب دوسری گاڑی میں بیٹھتے تھے مگر مختلف سٹیشنوں پر اتر اتر کر وہ حضور سے ملتے رہتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضور الگ کمرہ کو اس خیال سے ریزرو کروا لیتے تھے کہ تاکہ حضرت والدہ صاحبہ کو علیحدہ کمرہ میں تکلیف نہ ہو اور حضور اپنے اہل و عیال کے ساتھ اطمینان کے ساتھ سفر کر سکیں۔" (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۰۱ مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

ایک سیکنڈ کلاس کے کمرہ میں ایک سوچار (۱۰۴) مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ لیکن انگریز کا لاڈلہ نبی بیگم کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے پورا کمرہ ریزرو کروا کے بیٹھا ہوا ہے ویسے اس شاہی خرچ میں مرزا قادیانی کی جیب سے کچھ نہیں جاتا تھا۔

ناز نخرے بیگم کے اور دولت انگریز کی!!!

ملکہ کا راج :۔ "مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں' میں کسی وجہ سے اپنی بیوی مرحومہ پر کچھ خفا ہوا۔ جس پر میری بیوی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بڑی بیوی کے پاس جا کر میری ناراضگی کا ذکر کیا اور حضرت مولوی صاحب کی بیوی نے مولوی صاحب سے ذکر کر دیا۔ اس کے بعد میں جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا تو انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں ملکہ کا

راج ہے' بس اس کے سوا اور کچھ نہیں کہا مگر میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے یہ الفاظ عجیب معنی خیز ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ان دنوں میں برطانیہ کے تخت پر ملکہ وکٹوریہ متمکن تھیں اور دوسری طرف حضرت مولوی صاحب کا اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خانگی معاملات میں حضرت ام المومنین کی بات بہت مانتے ہیں اور گویا گھر میں حضرت ام المومنین ہی کی حکومت ہے۔" (سیرت المہدی ص ۱۰۳ حصہ دوم مصنفہ مرزا بشیراحمد ابن مرزا قادیانی)

واہ ملکہ قادیان! کیا چرچے ہیں تیری حکومت کے! معلوم ہوتا ہے کہ " رن مریدی " مذہب قادیان کا ایک اہم رکن ہے۔

میاں فخرالدین صاحب ملتانی ثم قادیانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ۱۹۰۷ء میں حضرت بیوی صاحبہ لاہور تشریف لے گئیں تو ان کی واپسی کی اطلاع آنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو لانے کے لئے بٹالہ تک تشریف لے گئے۔ میں نے بھی مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم کے واسطے سے حضرت صاحب سے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کی اور حضرت صاحب نے اجازت عطا فرمائی مگر مولوی صاحب سے فرمایا کہ فخرالدین سے کہہ دیں کہ اور کسی کو خبر نہ کرے اور خاموشی سے ساتھ چلا چلے۔ بعض اور لوگ بھی حضرت صاحب کے ساتھ ہمرکاب ہوئے۔ حضرت صاحب پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے جسے آٹھ کہار باری باری اٹھاتے تھے۔ بٹالہ پہنچ کر حضرت صاحب نے سب خدام کی معیت میں کھانا کھایا اور پھر سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ جب حضرت صاحب سٹیشن پر پہنچے تو گاڑی آ چکی تھی اور حضرت بیوی صاحبہ گاڑی سے اتر کر آئی ہوئی تھیں اور حضرت صاحب کو ادھر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت صاحب بھی بیوی صاحبہ کو دیکھتے پھرتے تھے کہ اتنے میں لوگوں کے مجمع میں حضرت بیوی صاحبہ کی نظر حضرت صاحب پر پڑ گئی اور انہوں نے محمود کے ابا کہہ کر حضرت صاحب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر حضرت صاحب نے سٹیشن پر ہی سب لوگوں کے سامنے بیوی صاحبہ کے ساتھ مصافحہ فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر فرودگاہ پر واپس تشریف لے

آئے۔" (سیرت المہدی ص ۱۰۷، ۱۰۶ حصہ دوم مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قارئین! مندرجہ بالا حوالہ پڑھ کر ہر ذی شعور کے ذہن میں سوال اٹھتے ہیں۔

نوجوان نصرت جہاں بیگم لاہور کیا لینے گئی تھی؟

اکیلی کیوں گئی تھی اور اکیلی کیوں آئی؟

مرزا قادیانی غیر محرم مردوں کا ہجوم ساتھ لے کر سٹیشن پر بیوی کا استقبال کر کے کس غیرت کا مظاہرہ کر رہا ہے؟

مرزا قادیانی کا مرید جو نصرت جہاں بیگم کی ہر ہر ادا دیکھ کر اور اس کی آواز سن کر ساری کہانی بیان کر رہا ہے، اس کا نصرت جہاں بیگم سے کیا تعلق ہے؟

نصرت جہاں بیگم کا مرزا قادیانی کو سٹیشن پر دور سے دیکھ کر پورے مجمع میں بے تکلفانہ "محمود کے ابا" کہہ کر پکارنے میں کس شوخی اور بے باکی کا اظہار ہے؟

مرزا قادیانی کا سینکڑوں دیکھتی آنکھوں کے سامنے نصرت جہاں بیگم سے پرجوش دست پنجہ لینا کس شرم و حیا کی تبلیغ ہے؟

کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ سچا نبی امت میں غیرت پیدا کرتا ہے اور جھوٹا نبی بے غیرتی! اور یہی بے غیرتی و بے حمیتی قادیانی نبوت کا شناخت نامہ ہے۔

الٰہی محفوظ رکھنا ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے